دین ان تینوں لعنتوں (یعنی ملوکیت، سرمایہ داری اور مذہبی پیشوائیت) کو مٹا کر ایک ایسا نظام قائم کرتا ہے جس میں کوئی انسان کسی دوسرے انسان کا محکوم و محتاج نہ رہے۔ وہ ایک ایسا معاشرہ تشکل کرتا ہے جس میں ہر فرد وہ کچھ بن سکے جو کچھ بن سکنے کا اس میں امکان ہے۔ غلط معاشرے میں جوہر انسانیت کے کروڑوں غنچے بن کھلے مرجھا جاتے ہیں، لیکن دین کی رو سے قائم کردہ معاشرہ میں ایک فرد بھی ایسا نہیں رہتا جس کی مضمر صلاحیتیں نشوونما پا کر برومند نہ ہوں۔ آپ غور کیجئے کہ کتنا بڑا انقلاب ہے جو عالمِ انسانیت میں دین کی رو سے برپا ہوتا ہے، وہ پہلے اس معاشرہ کو ایک خطہ زمین میں تشکل کرتا ہے اور پھر اس کے دائرے کو وسیع کرتا چلا جاتا ہے تاکہ یہ پوری عالم گیر انسانیت کو اپنی آغوش میں لے لے۔ اس لئے اس کے سامنے پورے کے پورے صفحہ ارض سے سلب و نہب اور ظلم و جور کو مٹا کر، عدل و احسان کا نظام قائم کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ ساری نوع انسان کو ایک عالم گیر برادری بنا کر اسے رشتۂ اخوت میں پرو دیتا ہے۔ یہ ہے دین کا مقصود۔ (سلسبیل ص ۲۰۶)

میں شکر گذار ہوں گا اگر آپ میرے اس عریضہ کو "فکر و نظر" کی آئندہ اشاعت میں شائع فرما دیں تاکہ اس باب میں میرا صحیح نظریہ قارئین کے سامنے آ جائے۔ والسلام۔

خیر طلب پرویز (دستخط)

بی/۲۵ ۔ گلبرگ ۔ لاہور ۔ ۲۷ر جنوری ۱۹۶۷ء

سود اور بٹائی، کرایہ و منافع

بخدمت ایڈیٹر صاحب!

مکرمی! السلام علیکم۔ مسئلہ سود کے بارے میں چند معروضات پیش کرتا ہوں:۔ سود کوئی تصوراتی چیز نہیں بلکہ ٹھوس مادی حقیقت ہے جس کو ہر طرف سے دیکھا جا سکتا ہے مثلاً:۔

۱۔ آپ نے بنک یا ساہوکار سے سودی قرض لیا۔ آپ اس رقم کو گھر میں لے گئے۔ کیا وہاں اس سے سود کی رقم پیدا ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ پھر آپ اس رقم سے زمین، مکان، مشین، اوزار اور مال وغیرہ حاصل کریں گے۔ پھر اس پر خود محنت کریں گے یا کسی مزارع و مزدور سے کروائیں گے۔ اس طرح محنت سے جو چیز پیدا ہوگی، آپ اس کو فروخت کر کے روپیہ حاصل کریں گے اور وہ روپیہ آپ بنک یا ساہوکار کو بطور سود ادا کریں گے۔ اگر یہ بات صحیح نہیں تو فرمایئے سود اور کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

۲۔ آپ نے بنک یا ساہوکار سے سودی قرض لیا۔ پھر اس رقم سے زمین، مکان، اوزار اور مال وغیرہ حاصل

کیا۔ اب اگر بنک یا ساہوکار آپ کو نقد رقم کی بجائے زمین، مکان، مشین، اوزار اور مال وغیرہ ہی مہیا کر دیتا اور آپ سے سود کی رقم وصول کر لیتا تو فرمائیے اس میں کون سا فرق پڑ جاتا؟ اگر نہیں پڑتا اور یقیناً نہیں پڑتا، تو فرمائیے آپ کس طرح نقد رقم پر سود کو زمین، مکان، مشین، اوزار اور مال وغیرہ پر سود سے کوئی الگ چیز سمجھ سکتے ہیں؟

۳۔ اگر بنک یا ساہوکار آپ کو مزارعت پر زمین دے کر بٹائی یا کرایہ لے یا دکان وغیرہ دے کر کرایہ وصول کرے یا مشین، اوزار اور مال وغیرہ مہیا کر کے منافع لے لے تو فرمائیے کیا اس سود میں جو کہ اس نے نقد روپیہ پر لیا اور اس بٹائی، کرایہ اور منافع میں جو کہ اس نے زمین، مکان، مشین، اوزار اور مال وغیرہ مہیا کر کے لیا کوئی فرق ہے؟ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں تو آپ کس طرح بٹائی، کرایہ، منافع کو سود سے کوئی الگ چیز سمجھ رہے ہیں؟

۴۔ کیا مذکورہ بالا بیان سے صاف واضح نہیں کہ

اوّل :۔ نقد روپیہ سے سود پیدا نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ استعمالی شے نہیں بلکہ محض تبادلہ اشیاء کا ذریعہ ہے۔

دوئم :۔ سود پیدا کرنے کے لئے نقد روپے سے زمین، مکان، مشین، اوزار اور مال وغیرہ حاصل کر کے اس پر محنت کرنی یا کروانی پڑتی ہے۔

سوئم :۔ انہی ذرائع پیداوار پر مزدور و کسان محنت کر کے جو بٹائی، کرایہ یا منافع وغیرہ دیتا ہے وہی سود ہوتا ہے۔ اس کے سوا سود کا اور کوئی وجود ہی نہیں۔ اگر ہے تو بتائیے کہاں ہے؟

۵۔ مسئلہ سود کے بارے میں پہلی غلطی یہ معلوم ہوئی کہ سود کو بنک یا ساہوکار کے ہاتھوں میں لین دین تک ہی محدود سمجھا گیا ہے۔ سود کی جائے پیدائش اور طریقہ پیدائش پر غور نہیں کیا گیا۔ دوسری غلطی یہ ہے کہ بٹائی کرایہ اور منافع کو سود سے الگ چیز سمجھا گیا ہے۔ حالاں کہ وہ ایک ہی چیز ہے۔ اور بٹائی، کرایہ، منافع ہی بنک یا ساہوکار کے ہاں پہنچ کر سود کہلاتا ہے۔ اگر یہ بات صحیح نہیں تو بنک یا ساہوکار کے گھر سے باہر سود کی نشان دہی کیجئے۔ آخران کے ہاں سود باہر سے ہی جاتا ہے۔ بنک کے اندر یا ساہوکار کے گھر میں تو پیدا نہیں ہوتا۔ تیسری غلطی یہ ہے کہ بٹائی کرایہ، منافع کو سود سے الگ چیز سمجھ کر حلال اور سود کو حرام قرار دیا گیا ہے یعنی اُسی چیز کو اِدھر حلال اور اُسی کو اُدھر حرام سمجھ لیا گیا ہے جس سے مسئلہ میں اُلجھن پیدا ہو گئی ہے اور یہی اُلجھن ہے جو مسئلہ سود کو حل کرنے میں حائل ہے۔ اب دو ہی صورتیں

ہو سکتی ہیں کہ یا تو بٹائی، کرایہ، منافع کو حرام سمجھا جائے اور یا سود کو بھی حلال قرار دیا جائے۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

چونکہ بٹائی، کرایہ، منافع کو حلال قرار دیا گیا ہے اس لئے لازمی ہے کہ سود کو بھی حلال قرار دیا جائے۔ مگر چوں کہ قرآن کریم میں سود کا حرام ہونا روز روشن کی طرح واضح ہے اس لئے کسی مسلمان کو سیدھی طرح سود کو حلال قرار دینے کی جرأت نہیں ہوئی لہٰذا وہ مذہبی گرفت سے بچنے کے لئے روایات کے فرضی سہارے لے کر سود کو حیلوں بہانوں سے حلال قرار دینے پر مجبور ہو گئے ہیں چنانچہ کسی نے سود کا نام منافع رکھ دیا۔ کسی نے کہا قرآن مجید نے حاجت مندانہ سود کو حرام کیا ہے جو ظلم سے لیا جاتا تھا۔ آج کل کا سود تو تجارتی ہے جو خوشی سے لیا دیا جاتا ہے اور انہوں نے اس حقیقت سے چشم پوشی کر لی کہ بے شمار غریب مزدور و کسان جو اصل سود دہندہ ہیں، سودی ظلم کی چھری کے نیچے تڑپ رہے ہیں۔ کسی نے حرمتِ سود کی مذہبی گرفت سے بچنے کے لئے یہ راہ نکالی کہ قرآن نے اُس سود کو حرام کیا ہے جو چند در چند ہو جاتا ہے اور اس حقیقت کو بالکل نظر انداز کر دیا کہ سود کی صفت ہی چند در چند ہونا ہے۔ غرضیکہ انھوں نے مختلف تاویلات کے سہارے لے کر اپنے دل کو یہ تسلی دے لی کہ آج کل کا سود وہ نہیں جس کو قرآن نے حرام کیا ہے اور اس طرح اس کو جائز کر لیا۔

بعض علماء نے کہا کہ آج کل کا سود ہے تو وہی جس کو اللہ تعالیٰ نے کیا ہے لیکن اس کو حلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بنک لوگوں کے کاروبار میں شریک ہو جائیں اور وہاں سے جو منافع ملے وہ اپنے سرمائے کے تناسب سے بانٹ لیا کریں۔ اس طرح انہوں نے سرمایہ دار کا گھر بھی پورا کر دیا اور اُس کو مذہبی گرفت سے بھی بچا لیا لیکن انہوں نے کبھی یہ نہ سوچا کہ سود اور منافع کا منبع ایک ہی ہے اور سود کو منافع بنانے کا یہ طریقہ اسلام کی آڑ میں غریب سود دہندہ کے ساتھ پورے درجے کا دھوکہ، فریب اور بے انصافی ہے کہ اس کی جو کمائی سود کے نام سے ہتھیائی جاتی ہے اسی پر منافع کے نام سے ڈاکہ ڈالا جائے۔

مسئلہ سود کے بارے میں سب سے بڑا گمراہ کن یہ خیال ہے کہ قرآن کریم نے سود کی کوئی نشان دہی یا حد بندی نہیں کی۔ اس خیال نے حقیقت پر بالکل پردہ ڈال دیا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ قرآن سود کی شدید ترین مذمت کرے اور یہ نہ بتائے کہ سود ہوتا کیا ہے اور اس کو لوگوں کے قیاس پر چھوڑ دے۔ اس معجز نما کلام نے سود کی ایسی صاف اور واضح نشان دہی اور حد بندی کی ہے کہ اس کو تسلیم کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:۔ وذروا ما بقیٰ من الربوٰا یعنی جو کچھ بھی اصل سے اوپر ہے خواہ وہ کتنی ہی قلیل چیز ہے وہ ربوٰا (سود) ہے۔

اسے چھوڑ دو۔ پھر فرمایا فلکم رُءوس اموالکم : تمہارے لئے تمہارے اصل مال ہیں یعنی اپنے مال کے سوا جو کچھ بھی تم لیتے ہو وہ سود ہے۔ تم صرف اپنے اصل مال کے ہی حق دار ہو۔ فرمایئے کیا اس میں کوئی ابہام ہے ؟ کیا کوئی تشریح طلب امر ہے۔ کیا یہ آیات اپنی تفسیر آپ نہیں ؟ کہاں شک کی گنجائش ہے ؟ اس میں کون سی بات ہے جو سمجھ میں نہیں آتی ؟ پھر اموال کا لفظ سود کی اور بھی وضاحت کر دیتا ہے کہ ہر قسم کے اپنے مال سے زیادہ لینا ربوٰ (سود) ہے۔

معمولی تدبر سے معلوم ہوتا ہے کہ بٹائی، کرایہ، سود اور منافع خوری کے مروجہ دستور کے قیام کی وجہ یہ ہے کہ ایک طرف ذاتی ضرورت سے زائد دولت اور ذرائع پیداوار ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف ناداری اور حاجت مندی ہوتی ہے ایسی صورت میں سرمایہ دار حاجت مند کو مختلف قسم کا سرمایہ مہیا کر کے اس پر بٹائی، کرایہ منافع وغیرہ وصول کر لیتا ہے، لہٰذا اس باطل دستور کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ملت کے ہر فرد کو ذرائع پیداوار مہیا کئے جائیں۔ جس کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز ہو سکتی ہیں :-

اوّل :- ملکیت زمین کو خود کاشت کی حد تک محدود کیا جائے اور تمام سرکاری وغیر سرکاری زمینیں کسانوں کو دی جائیں۔

دوم :- زکوٰۃ باضابطہ وصول کی جائے اور زرِ زکوٰۃ سے کارخانے بنا کر ان لوگوں کے سپرد کیے جائیں جن کے پاس سرمایہ نہیں ہے۔ یہ کارخانے قومی تحویل میں رہیں کیوں کہ اسی صورت میں ان کا تحفظ ممکن ہے۔

سوم :- تجارت یعنی اشیاء کی خرید و فروخت امدادِ باہمی کے طریق پر ضرورت مندوں کے درمیان براہِ راست ہو۔ اور صنعت و زراعت میں بھی امداد باہمی کی انجمنوں کو فروغ دیا جائے۔

چہارم :- تمام قدرتی وسائل۔ بنیادی صنعتیں اور درآمد برآمد حکومت اپنے ہاتھ میں لے۔

سودی دستور کو ختم کرنے کے لئے بنکوں سے اُلجھنا نادانی ہے۔ کیوں کہ سود بنکوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ بنک تو دیگر منڈیوں کی طرح سودی لین دین کی منڈی ہیں۔

بٹائی، کرایہ، منافع اور سود خوری کے رواج کے ماتحت آدمی خود محنت کرنا پسند نہیں کرتا بلکہ جائز یا ناجائز طریقوں سے سرمایہ اکٹھا کرنے اور اس کے ذریعہ سے دوسروں کی محنت ہتھیانے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ جس سے ان کے مفاد میں ٹکراؤ ہونے کی وجہ سے لڑائی جھگڑے اور مقدمہ بازیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کئی قسم کی بدعنوانیاں اور معاشی جرائم پیدا ہوتے ہیں۔ اور پیداوار پر بہت بُرا اثر پڑتا ہے۔ مروجہ سودی رواج و دستور